

174778 - جرمن عدالت سے طلاق اور حق پرورش حاصل کر لیا تو کیا یہ جائز ہے ؟

سوال

میری ایک ترکش سہیلی کی اپنے خاوند کے ساتھ بہت مشکلات رہیں اور اس نے اکٹھے رہنے کے لیے بہت کچھ کیا لیکن بالآخر اس سے طلاق لینے میں ہی بہتری محسوس کی اور جرمن عدالت کے ذریعہ طلاق حاصل کی جرمن عدالت میں شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کیے جاتے، اس کا ایک بچہ بھی ہے بچے کے حقوق کے لیے بھی اس نے جرمن عدالت سے معاونت حاصل کی۔

خاوند اب بچے کو مخصوص اوقات میں ہی دیکھ اور مل سکتا ہے، پھر اسے ماں کے سپرد کرنا ہوگا، برائے مہربانی مجھے بتائیں کہ اس میں شرعی حکم کیا ہوگا، کیا اس کے لیے اس طریقہ سے طلاق حاصل کرنا جائز ہے ؟ اور بیٹے کے بارہ میں کیا ہے، جب میں نے اسے بتایا کہ اسلام میں تو یہ ہے کہ بیٹا اپنے باپ کے ساتھ ہوگا، تو اس نے جواب دیا کہ باپ اس کا اہل نہیں کہ وہ اسے اسلامی طریقہ کے مطابق تعلیم دے سکے، مجھے یہ بتائیں کہ میں اس عورت کو کیا بتاؤں، برائے مہربانی میرے سوال کا جواب دیں تا کہ میں اس عورت کو نصیحت کر سکوں اور اسے کچھ بتا سکوں، اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اول:

کسی بھی عورت کے لیے بغیر کسی ایسے عذر کے طلاق طلب کرنا جائز نہیں جو اس کے لیے طلاق کو مباح کرتا مثلاً سوء مباشرت؛ کیونکہ ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ میں ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جس عورت نے بھی بغیر کسی سبب کے اپنے خاوند سے طلاق طلب کی اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے "

سنن ترمذی حدیث نمبر (1187) سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2055) سنن ابو داؤد حدیث نمبر (2226) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحیح ابو داؤد میں اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اس لیے اگر کوئی عذر پایا جاتا ہو تو خاوند سے طلاق طلب کرنا جائز ہے، اور اگر خاوند طلاق دینے سے انکار کرتا ہے تو عورت اپنا مقدمہ شرعی قاضی کے پاس پیش کرے، اور اگر شرعی قاضی نہیں تو یہ معاملہ اسے اپنے ملک اور

علاقے کے اسلامك سينئر ميں پيش كرنا چاہيے۔

دوم:

جب خاوند کے ذريعہ يا پھر اسلامك سينئر کے ذريعہ اسے طلاق ہو جائے تو اس کی ان عدالتوں سے توثيق اور تصديق کروانا جائز ہے جو شريعت اسلامي کے مطابق فيصلہ نہيں کرتیں۔

ليکن اگر خاوند طلاق دينے سے انكار کر دے اور علاقائی غير اسلامي عدالت اسے طلاق دے دے تو یہ طلاق واقع نہيں ہوگی؛ كيونكہ كافر جج کی دی گئی طلاق واقع نہيں ہوتی۔

فقہاء كرام اس پر متفق ہيں کہ مسلمانوں کے مابين فيصلہ کرنے والے قاضي اور جج كا مسلمان ہونا شرط ہے؛ كيونكہ قضاء ايك قسم کی ولايت ہے اور كوئی بھی كافر شخص کسی مسلمان كا ولي نہيں بن سكتا۔

سوال نمبر (127179) کے جواب ميں اس کی تفصيل بيان ہو چکی ہے، اس ميں ہم نے بيان کیا ہے کہ اگر عورت کو کسی كافر عدالت سے طلاق حاصل ہو جائے (يعنی خاوند خود اسے طلاق نہيں ديتا) تو اس عورت کو اسلامك سينئر كا رخ کر کے اس معاملہ کو علماء کے سامنے ركھنا چاہيے تا کہ وہ شرعی اعتبار سے اس کو مكمل كريں۔

سوم:

جب شرعی طور پر عورت کو طلاق ہو جائے تو اس صورت ميں سات برس کی عمر تك بچے ماں کی پرورش ميں رہيں گے؛ جب تك شادی نہ کر لے، اگر وہ شادی کر لے تو پھر اسے پرورش كا حق نہيں؛ كيونكہ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ايك عورت نے آ کر رسول كريم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:

اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میرا پیٹ میرے اس بیٹے کے لیے برتن تھا، اور میری چھاتی اس كا مشكيزہ، اور میری گود اس کے جائے امن تھی، اور اس کے باپ نے مجھے طلاق دے دی اور اب مجھ سے اسے بھی ہتھيانا چاہتا ہے، تو رسول كريم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے فرمایا:

" جب تك تم نكاح نہيں كر لیتی تم اس کی زيادہ حقدار ہو "

مسند احمد حديث نمبر (6707) سنن ابو داود حديث نمبر (2276) علامہ البانی رحمہ اللہ نے صحيح ابو داود ميں اسے حسن قرار ديا ہے۔

جب بچہ سات برس كا ہو جائے تو اسے والدين ميں سے کسی ايك کو اختيار کرنے كا کہا جائیگا، وہ جسے اختيار کرے اس کے ساتھ جائیگا، ليکن اگر بچی ہو تو اس کے بارہ ميں علماء كرام كا اختلاف ہے:

امام شافعی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اسے بھی اختیار حاصل ہوگا۔

اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

بالغ ہونے یا شادی تک اس کی ماں زیادہ حقدار ہے۔

امام مالک رحمہ اللہ کہتے ہیں:

شادی یا رخصتی ہونے تک ماں زیادہ حقدار ہے۔

اور امام احمد رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" باپ زیادہ حقدار ہے؛ کیونکہ اس کی حفاظت کے لیے باپ زیادہ اولیٰ و بہتر ہے "

مزید آپ الموسوعة الفقهية (17 / 314) کا مطالعہ ضرور کریں۔

یہ تو اس صورت میں ہے جب خاوند اور بیوی دونوں ہی پرورش کے اہل ہوں، لیکن اگر ان میں کوئی ایک بھی بچے کی پرورش کرنے کا اہل نہیں مثلاً فاسق و فاجر ہے تو حق پرورش دوسرے کا ہوگا۔

آپ کو چاہیے کہ اپنے ملک میں قابل اعتماد شرعی ادارے کے ذمہ داران کے سامنے اپنا مسئلہ پیش کریں تا کہ وہ آپ کے خاوند کی حالت پر غور کرے، اور بچے کی عمر دیکھ کر فیصلہ کرے کہ اس کی پرورش کا حقدار کون ہے۔

واللہ اعلم .